حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا ڈلہوزی میں پہلا ہفتہ

جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے حضرت خلیفۃ المسیح طبی مشورہ کے ماتحت ڈلہوزی تشریف لے آئے ہیں ۲۵ جون کی دوپہر کو آپ مع خدام ڈلہوزی پہونچے بنی کھیت پہونچکر سواری چھوڑ دینی پڑی۔ اور حضرت مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب ڈاکٹر صاحب قبلہ اور حضرت صاحبزادگان کو ساتھ لیکر سیدھے پہاڑ پر چڑھ کر ڈلہوزی پہونچے۔ یہ راستہ قریباً ۳ میل ہے باقی خدام اسباب کے ہمراہ ٹھہر گئے تھے۔ کیونکہ آج کل پرانی سڑک زیر تعمیر ہونے کے باعث یکہ و ٹانگہ وغیرہ ایک دوسری سڑک سے جاتے ہیں اور ٹریفک کا ایک انتظام اور ترتیب قائم رکھنے کیواسطے ضروری ہے کہ جو یکے وغیرہ نیچے سے ۱۲ بجے کے بعد آئیں وہ پانچ بجے اوپر جائیں۔ اس انتظام کے ماتحت ہم اس وقت تک ٹھہرنے کے لئے مجبور تھے۔ اور حضرت پیشتر تشریف لے گئے۔ یہ تشریف لیجانا اس وجہ سے نہیں تھا۔ کہ آپ کو جلدی پہونچنے کا خیال تھا۔ بلکہ کام کی تقسیم کی گئی تھی۔ ایک حصہ اسباب کے ساتھ رہا اور دوسرا طبقہ تلاش مکان کے لئے آگے گیا۔ اور یہ کام زیادہ مشکل تھا۔ اس حصہ کو حضرت نے اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ آپ نے پہونچکر مکان کا انتظام کیا۔ چنانچہ آپ ایک ہوٹل میں اتر پڑے چودہری محمد اسماعیل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو پہلے سے ڈلہوزی موجود تھے۔ اونہوں نے ہر طرح اپنے اخلاص و حمیت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے۔

مطبع احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر پبلشر شائع ہوا

کو فرمایا تھا کہ ہندوستان میں ان جماعتوں کو جو حکومت خود اختیاری (سلف گورنمنٹ) رکھتی ہوں رفتہ رفتہ اور بتدریج ترقی اور رونق دی جائے۔ تاکہ ہندوستان میں ایک ذمہ دار سلف گورنمنٹ کے بتدریج قائم ہونے کا مقصد حاصل ہو سکے اور ہندوستانی سلطنت برطانیہ کا ایک مستقل حصہ قرار دیا جا سکے۔

صاحب وزیر ہند نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس مقصد کے حصول کے لئے جس قدر ممکن ہو معقول اور واقعی طریق پر تجاویز ہونی چاہیئے ؛

منٹو مارلے سکیم سے مقابلہ

یہ پالیسی اس پالیسی سے بالکل مختلف اور کہیں بڑھ کر ہے جس کی لارڈ منٹو اور لارڈ مارلے نے سنہ ۱۹۰۹ء میں قدم بڑھایا تھا۔ لارڈ مارلے نے اس خیال کی نہایت زور سے تردید کی تھی۔ کہ ان کی تجاویز کسی طرح بھی جمہوری حکومت کی طرف قدم بڑھانے والی ہیں لیکن اب صرف سنہ ۱۹۰۹ء کے طریق کو ترقی دینا موجودہ صورت کے لئے مناسب حال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صورت حال اس امر کی مقتضی ہے کہ ذمہ دار سلف گورنمنٹ کے لئے فوراً کوئی تجویز عمل میں لائی جاوے۔ اور اس کی توسیع کے لئے گنجائش رکھی جائے

تجاویز ؛

(۱) سب سے پہلی تجویز یہ ہے۔ کہ ہر ایک صوبہ کو بجائے خود ایک علیحدہ خود مختارانہ حیثیت دے دی جائے۔ اور یہ دونوں صوبہ کا بجٹ حکومت ہند گورنمنٹ آف انڈیا کے بجٹ بالکل علیحدہ کر دیا جائے اور موجودہ صورت میں جو مختلف منقسم شدہ مالیات بجٹ میں ہوتی ہیں ان کی بجائے صرف ایک مقررہ رقم خزانہ شاہی میں ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ ادا کر دیا کرے وہ اس رقم معینہ کے ماسوا ایک صوبہ کی گورنمنٹ کو اپنے مالی معاملہ کے تصفیہ کا پورا اختیار ہوگا اور کو قرض لینے اور ٹیکس کے لگانے کے کچھ اختیارات بھی حاصل ہوں گے

اس طریق سے انتظامی اور قانونی امور میں ایک حقیقی تفویض اختیارات عمل میں آجائیگی۔

(۲) نظام حکومت کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ تمام صوبجات میں ایک گورنر ہو۔ جس کے ساتھ ایک انتظامی کونسل بھی مقرر کی جائے انتظامی امور میں حاکم اعلےٰ گورنر ہوگا جس کے انتظامی کونسل دو ممبروں کی ہوگی۔ کونسل ممبروں میں سے ایک انگریز ہوگا اور دوسرا ہندوستانی اور یہ دونوں ممبر گورنر خود نامزد کرے گا اگر کو کونسل (مجلس انتظامیہ) کے ساتھ ایک یا زیادہ وزرا ہونگے جن گورنر مجلس واضع قوانین کے منتخب شدہ ارکان میں سے نامزد کریگا۔ اور کونسل کی میعاد تک اس کے ممبر ہوں گے

(۳) نظم و نسق کے متعلق تمام معاملات دو حصوں میں منقسم کر دیئے جائیں گے۔ (۱) امور خصوصی (۲) امور عامہ۔ خصوصی کا انصرام گورنر با اجلاس کونسل فرمادیں گے اور امور عامہ کا انتظام گورنر اور ان کے وزرا کے ہاتھ میں ہوگا۔ امور خصوصی اور امور عامہ کے درمیان طریق تشخیص قدرتی طور پر ہر ایک صوبہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوگی۔ جس کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی اس کمیٹی کا ایک پریذیڈنٹ ہوگا۔ جو ہندوستان کے باہر سے آئیگا۔ اور اس کے دو ممبر ہونگے۔ جن میں سے ایک انگریز افسر ہوگا اور غیر سرکاری ہندوستانی ؛

وہ محکمہ جات جو تمدنی طور پر اس تقسیم میں امور عامہ کے ماتحت آسکتے ہیں۔ مفصلہ ذیل ہوں گے۔ صوبہ کی اغراض کے لئے ٹیکس۔ لوکل سلف گورنمنٹ تعلیم تعمیرات زراعت آبکاری اور مقامی صنعت و حرفت۔

گورنمنٹ اس ضروری حد تک جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ قانونی مجالس کے سامنے جوابدہ ہوگی ؛

(باقی آئندہ)

موجودہ جنگ میں پچھلی تاریخ ڈاک اور محکمہ خبر رسانی

گذشتہ سے پیوستہ

ڈاک کے راستے میں نے پچھلے نمبر میں ناظرین الحکم کو ڈاک کے مختصر حالات بتلائے تھے۔

اب میں بتلاتا ہوں کہ راستوں اور سڑکوں کا کیا انتظام تھا سڑکوں کا خاص انتظام تھا۔ جو کہ مرکز خلافت سے شروع ہو کر غیر ملکوں کی سرحدوں سے جا ملتیں تھیں۔

عام راستہ کی چند منزلیں بنائی گئیں تھیں اور ہر منزل میں چند دم لینے کی جگہیں تھیں جنکو چوکی کہا جاتا تھا۔ ہر چوکی پر تازہ دم گھوڑے اور اونٹ تیار رہا کرتے تھے۔ ڈاک کے ہرکارے جب ان چوکیوں پر ڈاک لیکر پہنچتے فوراً نئے گھوڑوں یا اونٹوں کو جو تازہ دم ہوتے بدل لیتے آخر کام اسقدر ترقی کر گیا ۱۵۹۱۰۰ دینار سالانہ اخراجات ہونے لگے

ڈاک کی خبر ڈاک کے گھوڑے یا اونٹ جب چلتے تو ان کے گلوں میں گھنٹیاں لٹکا دی جایا کرتی تھیں جب وہ چلتے تھے تو ان میں سے نہایت عمدہ آواز نکلتی تھی جس کو عرب لوگ بقبقہ یا جرید کہتے تھے موجودہ زمانے میں ڈاک کے پہنچانے والے کے پاس ایک بگل ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ راستہ صاف کراتا ہے اور اپنے آنے کی اطلاع ڈاکخانے میں دیدیتا ہے مگر اس وقت صرف گھنٹیوں کی آواز سے یہ سب کام لئے جاتے تھے۔ دور سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ ڈاک آ رہی ہے۔

ڈاک اور ذرائع اس کے علاوہ سمندر کے راستے سے بھی ڈاک بھیجی جایا کرتی تھی۔ اور یہ کام نہایت مضبوط کشتیاں کرتی تھیں تھیلیوں میں بند کر کے ڈاک نزدیک کے ہر ڈاکخانوں میں روانہ کی جاتی تھی۔

پیدل ہرکارے اسی طرح خاص خاص ڈاکیں ہرکاروں کے ذریعے روانہ کی جاتی تھیں انکو سعادہ کہا جاتا تھا۔ یہ ہرکارے چھوٹے بدن کے بدوی ہوتے تھے یہ چلنے میں بڑے ماہر تھے تین تین منزلیں ایک ہی دن میں طے کر جاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعادہ گروہ سب سے پہلے معز الدولہ نے قائم کیا۔ اس نے عباسی حکومت میں بغداد کے اندر اس گروہ کو قائم کیا معز الدولہ کے عہد میں دو سائی بہت تیز تھے۔ ان سے زیادہ کوئی نہیں بڑھ سکا۔ ایک کا نام فضل اور دوسرے کا نام مرعوش تھا۔

نامہ بر کبوتر کبوتر سے نامہ بری کا کام بھی مسلمانوں نے بڑی عمدگی سے لیا۔ عرب اس صیغہ کو بہت کار آمد خیال کرتے تھے اور ان کی توجہ اس صیغہ کی طرف بہت ہٹ گئی تھی۔ اور انہوں نے بعض کبوتر اس غرض سے پال رکھے تھے۔ اور یہ ایک جداگانہ محکمہ کہلاتا تھا۔

بالکل نیا طریق منجملہ ان طریقوں کے ایک یہ بھی تھا کہ بانس کے ایک ٹکڑے کے ساتھ خط لکھ کر باندھ دیا جاتا تھا اور وہ بانس گھاس کے ایک گٹھے میں خوب عمدہ طریق سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اور گٹھے کو پانی کے بہاؤ پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس طرح آگے خط لینے والا شخص ہر وقت موجود رہتا تھا:

تیروں کے ذریعے ڈاک جنگ کے خطرناک وقتوں میں تیر کے پیکان پر خاص الفاظ میں خبر لکھ کر تیر کو منزل مقصود کی طرف پھینک دیا جاتا تھا۔ مگر یہ صورت محاصرہ بند ہونے اور محصور ہونے کے وقت پیش آتی تھی۔

اس کے علاوہ اور قسم کے قاصد بھی ہوتے تھے۔ خلفاء کی ڈاک خاص تھیلیوں میں بند کی جاتی اور خلیفہ خود یا کوئی خاص منتظم اس کو کھولتا:

(شیخ محمود احمد)

پریس کمیونگ

صاحب اکوٹنٹ جنرل پنجاب کو اطلاع پہنچی ہے کہ پھٹے ہوئے یا میلے ایک روپیہ کے نوٹ بازار میں نہیں چلتے۔ اس لئے تمام افسران خزانہ و ایجنٹان بنگال بنک لاہور و شملہ کے نام ہدایت جاری کی گئی ہے کہ لوگوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس امر کا انتظام کیا جاوے کہ پھٹے ہوئے یا میلے ایک روپیہ کے نوٹ جس قدر خزانوں اور ضلعوں میں پہنچیں ان کو فوراً جلا کر ان کی جگہ بہتر اور پورے نوٹ جاری کئے جاویں اور کوئی پھٹا ہوا اور میلا نوٹ پبلک کو نہ دیا جاوے

درخواست دعا

عزیز محمد ابراہیم علی جو کہ پہلے عمارہ میں انڈین جنرل ہسپتال میں کام کرتا تھا اب وہاں سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ وہاں سے روانگی کے وقت کے خطوط میں مخلصین الحکم سے اپنی صحت و عافیت کے لئے دعا کا خواستگار ہے مجھے امید ہے کہ محبین الحکم اپنے خادم کو جو اتنے دور سے درخواست کرتا ہے۔ ضرور خاص خاص وقتوں پر یاد رکھیں گے (خاکسار شیخ محمود احمد)

(۲) سلسلہ کے مخلص اور بعض شاعر مولوی نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی ابھی تک علیل چلے جاتے ہیں احباب ان کے لئے بھی تہ دل سے دعا فرمادیں ۔ کاتب غلام محمد صاحب ... جو میرا ... ہیں احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرح صدر بخشے

تحفہ صادق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ احمدی مشنری انگلستان کو الحکم کے ساتھ ہمیشہ محبت رہی ہے اور انہوں نے ہمیشہ اس کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ انگلستان میں بیٹھے ہوئے الحکم کے اجرا کی خبر نے انہیں ازبس محظوظ کیا ہے اور اس کی امداد کے لئے مفتی صاحب کے قلم نے جنبش کی ہے مفتی صاحب قبلہ نے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ الحکم کے لئے خاص مضامین لکھتے رہیں گے۔ اور اس کی پہلی قسط انہوں نے بھیجدی ہے یہ مضامین تحفہ صادق کے عنوان کے نیچے شایع ہوا کریں گے۔ اور ہمیشہ یہ مضمون ایک ہی پرچے میں خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو شایع کردیا جایا کریگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ چونکہ یہ مستقل رپورٹ تبلیغ ولایت کی ہوا کریگی اس لئے اگر خاص احباب چاہیں گے تو اس کی زاید کاپیاں بھی شایع ہو جایا کریں گی۔

وہ لوگ جو حضرت مفتی صاحب کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سلسلہ کا وہ عظیم الشان کام جو انگلستان میں ہو رہا ہے اس کی رپورٹ کثرت سے شایع ہوا کرے وہ از وقت قبل مجھے اطلاع دیدیں تاکہ اس قدر کاپیاں ان کے نام اصلی لاگت پر بھیجدی جایا کریں۔ پہلا مضمون ۲۸ر جولائی ۱۹۱۸ء کے الحکم میں شایع ہوگا۔ اس لئے ناظرین ابھی درخواستیں بھیجدیں۔ اس نمبر کی قیمت ۲؍ رہوگی۔ ایسی رپورٹوں کو کثرت سے پھیلانا چاہیئے۔ یہ رپورٹ نہایت جامع ہے الحکم اس قسم کے مضامین کے لئے مخصوص ہوگا اس لئے جو احباب چاہتے ہیں کہ وہ ان حالات کو دلچسپی سے پڑھیں وہ الحکم کے خریدار ہو جاویں ۔ ایڈیٹر۔

الحکم

بعد تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھٹا مہینہ ختم کر رہا ہے۔ بقایا دار اپنا اپنا حساب صاف کریں (مینجر)

اخلاق محمود کا ایک پہلو

میرے لئے تو یہ پہلا موقعہ حضرت کے ہمراہ سفر کرنے کا نہیں تھا۔ اس لئے میرے واسطے یہ کوئی اچھبا اور عجوبہ نہ تھا۔ لیکن ممکن ہے کہ جماعت کے بہت بڑے حصہ کو اس خصوص کا علم نہ ہو۔ سفر میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو اس وقت بھی دیکھا ہے۔ جب آپ خلیفہ نہ تھے اور اب خلیفہ ہونے کی حالت میں بھی دیکھا ہے۔ دونوں حالتوں میں یہ امر میرے مشاہدہ میں آیا کہ آپ کی کوشش ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ اپنے رفقاء سفر کو آرام ملے اور اس قصد کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے کبھی اپنی کسی فوقیت یا خصوصیت کو مدنظر نہیں رکھا۔ ہندوستان کے سفر میں میں نے دیکھا اور میرے ساتھ والوں نے مشاہدہ کیا تھا کہ بعض اوقات آپ سب سے پہلے صبح کو اٹھے اور کسی نہ کسی دوست کے سرہانے پانی کا لوٹا بھر کر رکھ دیتے اور پھر اسے جگاتے۔ ریلوے سٹیشن پر اگر دوسرے اسباب اٹھاتے تو آپ بھی ضرور اٹھاتے۔ گویا اپنے عمل سے دکھاتے تھے کہ رفقاء سفر کے ساتھ کیا اور کیسا سلوک ہونا چاہیئے ؛

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ میں ایسے واقعات کا پتہ ملتا ہے کہ آپ سفر میں کس طرح تقسیم محنت کے اصول کی عملی تعلیم دیا کرتے۔ ایک موقعہ پر جب کہ صحابہ نے کھانا پکانے کے لئے مختلف کاموں کو تقسیم کیا تو وہ سید الاولین والآخرین آپ لکڑیاں لینے چلا گیا اس قسم کے واقعات معمولی نظر سے نہیں دیکھے جاسکتے۔ بلکہ ان کے اندر اخلاق فاضلہ کی بہت بڑی شان ہے۔ ایک معمولی درجہ کے انسان کا اپنے دوستوں یا رفقاء کے زمرہ میں ایسی بات کرلینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن وہ جو ایک دنیا کا مرجع اور قلوب اور نفوس پر کلی حکومت واقتدار رکھتا ہے جس کے اشارہ پر ایک دنیا جان دیدینا معمولی بات اور اپنی انتہائی مراد سمجھتی ہے اس کا اپنے غریب احباب کے ساتھ اس شان سے پیش آنا جو فوقیت کا ذرا بھی خیال نہ کرنا بے نظیر بات ہے ؛

اسیطرح پر حضرت اولو العزم اپنی جماعت میں خلیفہ ہونے سے پہلے بھی مخدوم تھا۔ لیکن وہ اس حالت میں بھی سفر میں اپنے دوستوں کی دلجوئی اور خاطرداری کو ملحوظ خاطر رکھتا اور اب خلیفہ ہونے کی حالت میں یہ خلق اور بھی ترقی کر گیا ہے۔

یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ قیام ڈلہوزی میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ آپ کاروبار میں برابر حصہ لیتے اور اپنے ہاتھ سے اکثر کام کرتے اور اپنے خدام کے لئے کرتے ہیں اور ان کے آرام و آسائش کا خیال اپنے نفس سے بڑھ کر ہے بحالیکہ آپ نصیب اعدا بیمار ہو کر طبی مشورہ سے یہاں آئے ہیں اور احباب جنکو ساتھ آنے کی عزت و سعادت نصیب ہوئی ہے وہ فخر سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے ہمرکاب ہونے کی عزت ملی اور کوئی ارشاد فرماویں اور اس کی تعمیل کا موقعہ ملے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ آپ اپنے آرام پر ان کے آرام کو مقدم کرتے ہیں اور ان کے زمرہ میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی میں کوئی امتیاز اور فرق نہ تھا۔ اور کوئی شخص باہر سے آئے تو وہ کاروبار کی حیثیت میں شاید آقا اور نوکر میں تمیز نہ کرسکے ؛

میں ان لوگوں کو جو یہاں نہیں آپ کی سیرۃ کے اخلاقی پہلو کا نقشہ کس طرح کھینچ کر دکھاؤں الفاظ اس سے قاصر ہیں بلکہ مجھے کہنے دو۔ کہ مصور کا قلم بھی پورا نقشہ نہیں دکھا سکتا۔ آج فاروق اعظم کا اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہونا اور اس پر آپ کے نوکر کا سوار ہونا ایک عظیم الشان اخلاقی اعجاز ہے اور فی الحقیقت ہے مگر جن میں وہ رہتے تھے اور جو روزانہ اس قسم کے اخلاقی اعجاز حضرت فاروق اعظم کے مشاہدہ کرتے تھے ان کے لئے معمولی بات تھی اسیطرح وہ جو اس فضل عمر (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے ارد گرد نہیں ان باتوں کو روزمرہ کی باتیں دیکھکر شاید معمولی سمجھیں مگر وقت آئیگا۔ کہ اخلاقی اعجاز کے یہ واقعات لاکھوں قلوب پر ایک خاص تاثیر ڈالیں گے اور اس بڑی شخصیت کی اخلاقی تاریخ ان سے مرتب ہوگی۔

غرض آپ تلاش و انتظام مکان کے لئے ... تشریف لے آئے اور ایک ... میں قیام فرمایا باقی جماعت خدام بھی آپہنچی ؛

قیام ہوٹل سے دوسرے مکان کی تلاش تک

ہوٹل کا محل وقوع اور خصوصاً وہ کمرے جو لئے گئے تھے۔ ایسی جگہ تھے جو صحت کے لئے مفید نہ تھے اس لئے اسی دن سے تلاش مکان کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور اس کام کو حضور نے اپنے ہی ہاتھ میں لیا ڈلہوزی کے مختلف حصص میں حضرت خود پھرے اور پھروں اور خانسامان اور دوسرے لوگوں سے کوٹھیوں پر جا جا کر دریافت کیا کہ کوئی حصہ کوئی کمرہ کوئی مکان خالی ہو۔ ۲۵ سے ۲۹ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو خوب پھرنا پڑا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے موجودہ مکان مل گیا۔ اس مکان کے دو بڑے کمرے ہیں اور خانصاحب میاں محمد عبد الرحمٰن خان صاحب اور خانصاحب میاں محمد عبد اللہ خانصاحب بھی تشریف لاچکے ہیں۔ اس لئے حضرت نے اپنے کمرے میں ان کے لئے ایک جدید پارٹیشن قائم کرکے ایک کمرے کے دو کمرے بنادیئے ہیں)۔ ایک میں آپ فروکش ہیں اور دوسرے میں خان صاحبان اور ایک کمرے میں باقی قافلہ برآمدے میں حضرت صاحبزادگان صاحبان مع مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور خلیفہ تقی الدین صاحب کے ؞

روزہ مکان کے مستقل انتظام کے بعد روزہ کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے حضرت بھی ارادہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن روزہ رکھ کر دیکھوں طبیعت برداشت کرسکتی ہے یا نہیں۔ باقی خدام کو التزام کے ساتھ روزہ رکھنے کی ہدایت ہی نہیں فرماتے ان کے آرام اور سہولت کا خاص لحاظ رکھتے ہیں۔ بعض معذوروں کے سوا تمام قافلہ خدا کے فضل سے روزہ رکھتا ہے۔ نہایت فیاضی اور وسعت حوصلہ کے ساتھ ہر شخص کی ضروریات کا لحاظ آپ رکھتے ہیں باورچی خانہ کے عملہ تک کے اشخاص کی ضرورتوں کو بھی مدنظر رکھتے ہیں اور آپ کی کوشش یہی ہے کہ سب کو آرام پہونچے۔ نمازوں کے ٹھیک وقت پر ادا کرنے کا التزام کیا گیا ہے معذن کو اوقات نماز کا آرڈر دیدیا گیا ہے کہ ان اوقات پر وہ اذان کہدے۔

گناہ پیدا کرنے والی سہل انگاری

ایک دن فجر کی نماز کے وقت ایک شخص سویا ہوا تھا۔ اور اس کا ہمسایہ بیدار تھا۔ اس کو مخاطب کرکے فرمایا اس کو کیوں نہیں جگایا۔ یہ ٹھیک نہیں بعض وقت آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ آرام سے سوتا ہے اس کو جگانا تکلیف دینا ہے مگر ایسا خیال بہت برا ہے اور گناہ ہے۔ نماز کے لئے پکڑ کر جگا دینا چاہئے۔ اور کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئیے کہ اس کو تکلیف ہوگی یا وہ بے آرام ہوگا۔ اس کے ایسے آرام کا خیال اس کو ایک نیکی سے اور بہت بڑی نیکی اور ایک فرض کی ادائگی سے محروم کرنے کے جرم کا ارتکاب ہے۔ ہمسایوں کے حقوق کا پورا خیال رکھنا چاہئیے اور ان حقوق میں انکو آرام پہونچانا بڑی بات ہے اور انکو نیکیوں کے لئے مستعد کرنا سب سے بڑا آرام ہے۔ آئندہ کبھی ایسا نہ ہو کہ ایک شخص سویا پڑا ہو اور نماز کا وقت ہو اور دوسرا اسے نہ جگائے ؞

غرض یہ ایام بہت پر لطف ہیں۔ مکان کی طرف سے گونہ اطمینان ہوگیا ہے اور حضرت کی صحت پر بھی خدا کے فضل سے اچھا اثر ہے گو ابھی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی شکایت چلی جاتی ہے۔ لیکن بہیئت مجموعی خدا کا فضل ہو رہا ہے۔ یہ پہلا ہفتہ اس قسم کی مصروفیتوں میں گذرا ہے۔ اسی ضمن میں ایک روز پھرتے ہوئے ضلع گورداسپور کے سابق ڈپٹی کمشنر جناب مسٹر ایچ۔ ڈی۔ واٹسن صاحب سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ صاحب موصوف اپنے شریفانہ اخلاق کے باعث ہمیشہ مشہور رہے ہیں اونہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو پہنچانا اور استفسار حالات کے بعد ملاقات کی مسرت آمیز خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح مرصوف سے جا کر ملے جو حضرت خلیفۃ المسیح سے نہایت اخلاق اور اکرام سے پیش آئے اور دیر تک باتیں کرتے رہے اور پھر مکرر ملاقات کا ارادہ ظاہر فرمایا ؞

انگریزی افسروں کے اخلاق قلوب کی تسخیر کے لئے اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اور حکومت کے اعضا کا یہ پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ سے رعیت کے دلوں میں گھر کریں۔ انگریزی حکومت کے میں جس قدر اوپر جلو فرون کے اخلاق میں نمایاں تبدیلی ہے وہ نہایت شریفانہ طور پر رعایا کے ہر فرد سے سلوک کرنے کو طیار رہتے ہیں۔ مسٹر واٹسن جب تک ضلع گورداسپور میں رہے عام لوگ بھی ان کے شریفانہ اخلاق کے مداح رہے اور اب ضلع جالندھر کے لوگوں کو یہ مسرت حاصل ہے کہ ان کو ایک ایسا افسر ملا ہے ؂

گورنمنٹ کو یہ امر خاص طور اپنے نوٹس میں رکھنا چاہیئے۔ کہ اضلاع کے آفیسر اپنے عام اخلاق کے لحاظ سے کس حد تک اپنے علاقہ میں مشہور ہیں۔ بعض اوقات کسی افسر کی ذراسی بے توجگی یا خشکی قلوب پر بہت برا اثر ڈالتی ہے۔ بلکہ یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ ملک میں جو سیاسی حالت پچھلے دنوں پیدا ہوئی تھی اس کے ابتدائی اسباب میں بعض افسروں کی بدمزاجی کو بھی دخل تھا۔ بہرحال ایسے افیسر گورنمنٹ کے لئے اور رعایا کے لئے ایک برکت ہیں۔ (باقی آئندہ)

نوٹ۔ پٹھانکوٹ سے ڈلہوزی تک کا سفر مختصراً اگلی اشاعت میں درج ہوگا ؂

ڈلہوزی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت وغیرہ کے متعلق جو خبریں روزانہ ڈلہوزی سے آتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی صحت خدا کے فضل وکرم سے بہت اچھی ہے اب روزانہ سیر کے لئے تشریف لیجاتے ہیں اور کبھی کبھی بعض احباب کو اپنے ہاتھ سے خط بھی تحریر فرماتے ہیں۔

ڈلہوزی میں اور قادیان میں عید گیارہ تاریخ کو ہوئی ؂

ایک آزاد خیال عیسائی سے گفتگو

۵ جولائی ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک نوجوان تعلیم یافتہ اور آزاد خیال عیسائی صاحب تشریف لائے۔ جو دراصل مذہب حقہ کی تلاش و جستجو میں ہیں اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے ابتدائی ملاقات کی اس ابتدائی ملاقات کے ضمن میں ہی بعض لطیف مسایل پر گفتگو کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ ہرچند نہ تو صاحب موصوف کا منشا تھا۔ کہ آج وہ کوئی سلسلہ مذہبی گفتگو کا شروع کریں۔ اسیوقت اس کا بہترین موقعہ ہوگا مگر ایک موقعہ پر سلسلہ گفتگو میں صاحب موصوف نے ایک ایسا شبہ پیدا کر دیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر حملہ تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت دیکھنے کے قابل تھی آپ اس غیرت سے متحرک ہوکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کے لئے آپ رکھتے ہیں باوجود آج طبیعت کے ناساز ہونے کے بڑے جوش کے ساتھ اس کا جواب دینے کے لئے طیار ہو گئے۔ اور ایسا مسکت جواب دیا کہ صاحب موصوف کو اپنے شبہ پر نادم ہونا پڑا میں اس مکالمہ میں ان کا نام نہیں دونگا۔

تاریخی سلسلہ کو درست رکھنے کے لئے مجھے اتنا اور اضافہ کر دینا چاہیئے کہ عصر کی نماز کے بعد صاحب موصوف ایسے وقت تشریف لائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح جن کی طبیعت آج اچھی نہیں تھی اور صبح سے باہر بھی نہیں گئے تھے بلکہ تشریف بیجا بیوالے تھے مگر آپنے اپنی صحت کو اس غرض پر قربان کر دیا۔ ایدہ اللہ الاحد ؂ (ایڈیٹر)

ابتدائی تعارف چوہدری محمد اسمٰعیل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع نے

۵۔ اداسی کے لئے حضرت خلیفۃ ا[illegible] بجے [illegible] شروع کریں

کرایا۔ اور حضرت نے گفتگو اس جملہ سے شروع کیا۔

حضرت۔ آپ کس مذہب کے پیرو ہیں۔

عیسائی۔ میں بظاہر عیسائی ہوں۔ مگر میری رائے میں مذہب کی بنیاد نیچرل اصولوں پر رکھنی چاہیئے۔ ہر مذہب کے اصول اس پر ہوں جو امور تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر صحیح ثابت نہ ہوں وہ مذہب میں داخل نہیں ہونے چاہیں۔ عقل کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت۔ خلاصہ آپ کے بیان کا یہ ہوا کہ مذہب کی بنیاد عقل پر ہو۔ مشاہدہ تجربہ وغیرہ یہ سب عقل ہی کی شاخیں ہیں۔ لیکن جہاں تک آپ مذہب کے معاملہ میں چلے ہیں اس میں خدا کا وجود بھی داخل ہے یا نہیں آپ کسی ایسی ہستی کے بھی قائل ہیں جو بالارادہ کام کر رہی ہے۔

عیسائی۔ اگر کوئی ایسی ہستی ہے تو اس کے صفات بھی نیچر کے مطابق ہوں:

حضرت۔ ابھی صفات کا سوال نہیں پہلے تو یہ سوال ہے کہ کوئی ہستی ہے بھی یا نہیں:

عیسائی۔ ہاں ایک پاور (طاقت) ہے:

حضرت۔ پاور اگر محض ہو تو بالارادہ نہیں ہوگی (عیسائی) پاور میں ایک طریقہ عمل مشینری کی طرح ہے اور وہ خود حرکت دہندہ ہے۔

حضرت۔ جب وہ حرکت دہندہ ہے اور اس نے نیچر کو بنایا تو ایسے بالارادہ تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ عیسائی۔ ہاں کرنا تو چاہیئے۔

حضرت۔ بعض لوگ اس کے بالارادہ ہونے کے منکر ہیں:

عیسائی۔ میں مادہ کو مخلوق نہیں مانتا۔ کیونکہ مادہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا بھی اس کو ضائع نہیں کر سکتا۔ اور ایسی دو تین چیزیں ہیں۔ جو مخلوق نہیں ایک خلا ہے۔ ایک وقت ہے۔ ایک مادہ ہے۔ ان میں خدائی صفات پائی جاتی ہیں یعنی نہ ان کا آغاز ہے نہ انجام اور یہی خدا کی صفات ہیں

حضرت ہم تو خدا کو ان صفات میں محدود نہیں مانتے۔ صفات الہی کے مسئلہ پر جب گفتگو ہوگی تو اس کی حقیقت انشاء اللہ میں بیان کرونگا

عیسائی۔ خدا میں قہار کی صفت تو پائی جاتی ہے مگر رحیم کریم کی کوئی صفت نہیں:

حضرت میں نے تو کہدیا ہے کہ صفات الہی کا مسئلہ جس وقت آئیگا میں اسے ثابت کر کے دکھاؤنگا۔ ابھی تو میں نے اپ سے اس لئے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ مذہب میں خدا کی ہستی کے کہاں تک قائل ہیں جو شخص کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتا وہ چونکہ کسی قانون کا تو پابند نہیں اس سے طریق گفتگو اور ہوگا لیکن جو ایک مذہب رکھتا ہے اس سے اس اصول کے اندر گفتگو ہو سکتی ہے جو وہ مانتا ہے تو یہ معلوم ہوا چاہیئے کہ آپنے اپنا مذہب کیا تجویز کیا ہے خواہ وہ مرکب ہی ہو۔ کچھ آریوں سے کچھ دہریوں سے کچھ یہودیوں سے۔ کچھ عیسائیوں سے کچھ مسلمانوں سے لیا ہو:

عیسائی۔ میں معجزات کا بھی قائل نہیں۔

حضرت۔ میں تو قائل ہوں۔ جب میں اس کی تشریح کرونگا۔ تو آپ اس پر سوال کر سکیں گے۔ ہمارا کام خدا کے فضل سے یہ ہے کہ آپ سے اقرار کرالیں کہ نیچر ان معجزات کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کو خوش کرا دیں لیکن تسلی کرا دینا یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔

اس کے بعد اس سلسلہ کلام کو یہیں چھوڑ کر عیسائی صاحب کہا کہ میری سمجھ میں تو یہ نہیں آتا کہ مسیح بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہو گیا اور کہا کہ ایک پادری صاحب مجھے ملے وہ دراصل دہریئے تھے مگر کچھ ڈرتے تھے میں نے جب انکو کہا کہ میں ان خیالات کو نہیں مانتا تو انہوں نے بھی کہدیا کہ میں بھی نہیں مانتا ہوں دراصل یورپ میں بہت لوگ ہیں جو ان باتوں کو نہیں مانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس سلسلہ کلام کی تائید میں فرمایا کہ ولایت میں تو بعض بشپ بھی عیسائی مذہب کے ان اصولوں کے قائل نہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان فرمایا کہ ایک پادری جو واعظ بھی تھے الوہیت مسیح کا قائل نہ تھا۔ مولوی صاحب نے اس سے پوچھا کہ پھر تو اس پر وعظ

کس طرح کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ وعظ کے اس حصہ میں جایا کرتا ہوں جو اخلاق سے متعلق ہوتا ہے۔ غرض کچھ دیر تک عیسائیت کی موجودہ حالت پر جو لامذہبی کی حالت ہے گفتگو ہوتی رہی۔

دراصل یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابی کا ایک بین ثبوت تھا جو ایک عیسائی دے رہا تھا کہ عیسائیت کی بنیادیں ایسی متزلزل ہو چکی ہیں کہ اب عیسائی گھر والے نہ کر عیسائی اس سے متنفر ہو رہے ہیں۔ اور یہی کسر صلیب کی حقیقت ہے اندر ہی اندر عیسائیت سے لوگ بیزار ہو رہے ہیں اب عیسائیت بطور ایک سوسائٹی کے رہ گئی ہے نہ بطور حقیقت مذہب کے۔

اسی سلسلہ میں عیسائی صاحب نے آریہ مذہب کے متعلق فرمایا۔ کہ میں اسے مذہب نہیں سمجھتا ایک پولیٹیکل باڈی سمجھتا ہوں اور اغراض کے لئے اس کا نام مذہب رکھدیا گیا ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ اتحاد سے پھر سلسلہ کلام شروع ہو گیا

حضرت۔ پولیٹیکل اغراض کے لئے بھی اجتماع ہو جاتے ہیں۔ مگر حقیقی اتحاد حقیقی مذہب ہی پیدا کرتا ہے جب تک اصولی اتحاد نہ ہو کوئی اتحاد اتحاد نہیں کہلا سکتا۔ خدا اور رسول کے متعلق جب تک اتحاد نہ ہو اتحاد کی روح نہیں پیدا ہوتی۔ اس لئے انسان کی اصل غرض حقیقی مذہب کی پیروی ہے۔

عیسائی۔ مذہب پالٹیکس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ (حضرت) یہ جذبات ہے لیکن مذہب کی بنیاد پالٹیکس پر نہیں ہو سکتی۔ مذہب میں پالٹیکس کا حصہ بھی ہونا اور چیز ہے اور مذہب کی بنیاد پالٹیکس پر ہونا امر دیگر ہے۔ حقیقی مذہب کی بنیاد پالٹیکس پر کبھی نہیں ہوتی مذہب کی اصل غرض کچھ اور ہوتی ہے اور وہ خدا کی معرفت اور محبت کا پیدا کرنا اور انسان کے اخلاق کو درست کرنا ہے۔

عیسائی۔ یہ درست ہے مذہب کی بنیاد پالٹیکس پر نہیں ہونی چاہئے مگر آریہ سماج کو تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ دراصل پولیٹیکل باڈی ہے مگر اس مقام پر شکری اور چھوت چھات پر مختصر سا سلسلہ کلام رہا۔ کہ آریہ شدہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ درجہ اور عزت ان کو نہیں دیتے کھانے پینے اور بیاہ شادی کے مشکلات پیش آجاتے ہیں عیسائیوں میں کچھ شک نہیں ایک حد تک آریوں کے مقابلہ میں ترقی ہے مگر ان کے بھی بعض گرجوں میں امتیاز قائم ہیں نشستیں مخصوص کی جاتی ہیں۔ لیکن اسلام اس تفرقہ کو بالکل اٹھا دیتا ہے۔ کوئی امتیاز باقی نہیں رہنے دیتا۔ (عیسائی) بے شک اسلام مساوات میں سبقت رکھتا ہے کہ مسجدوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ اصل میں مذاہب کے تخالف نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔

حضرت۔ اسلامی مساجد تو اس حد تک آزاد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے طرز عمل سے دکھایا کہ نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہ طریق تھا کہ مذاہب کے تخالف کو دور کر کے ان میں ایک اتحاد پیدا کر دیا جاوے۔ اور عقاید حقہ پر ان ہیں ایک کیا جاوے۔

عیسائی۔ وہ وقت نہ تھا کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف لانا چاہتے تھے۔ حضرت وہ وقت تو ایسا تھا کہ اسلامی فتوحات ہو چکی تھیں عیسائی۔ آنحضرتؐ کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح عیسائیوں کو اپنے ساتھ ملالیں۔ اس لئے ایسی اجازت دیدی ہوگی۔

حضرت یہ تو اب بھی ہم چاہتے ہیں اور نہ صرف عیسائیوں کے لئے بلکہ کل دنیا کو چاہتے ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاوے۔ مگر آپ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان امور میں جو انسان مذہباً کرتا ہے نیت پر بحث نہیں ہونی چاہئے۔ اس طرح پر اگر ہر بات میں اغراض نکالے جاویں تو دنیا میں نہ کوئی نیکی رہ سکتی ہے نہ کوئی اخلاق نہ احسان ایک شخص باپ کو کہہ سکتا ہے کہ محض شہوت رانی کے لئے اس نے ایک فعل کیا اس کا کیا حق باقی ہے یہ نہایت ہی مکروہ اور غلط طریق ہے اس طرح نیکیوں کو ضائع کرنا ہے اور تمام اچھی باتوں کو معدوم کرنا

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر شخص کو بھی فائدہ پہونچتا ہے مگر اس کی نیت پر حملہ کرنا کہ محض اپنے فایدہ کے لئے ایسا کیا درست نہیں آپ جو کہتے ہیں کہ مذاہب کے تخالف نقصان ہے اگر ایک ہو جائیں تو آپ کو فائدہ پہونچیگا یا نہیں (عیسائی) ہاں۔ حضرت تو کیا یہ کہ سکتے ہیں کہ آپ ذاتی غرض اور فائدہ کے لئے ایسا کہتے ہیں۔ پس جہاں وسیع فائدہ کو مدنظر رکھا جاوے وہاں ذاتی فائدہ کے خیال کو چھوڑ دیا جاتا ہے اگر اسے مدنظر رکھا جاوے تو دنیا میں نہ کوئی نیکی رہتی ہے اور نہ اخلاق نہ کوئی باپ باپ اور ماں ماں۔ اور کوئی تعلقات قائم نہیں رہ سکتے سارا نظام تمدن اور اخلاق کا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک مذہب والا اپنے آپکو سچا سمجھتا ہے کہ وہ مذہب خدا کی طرف ہے تو اس کی یہ غرض لازمی ہے کہ وہ چاہے کہ ساری دنیا اس میں شامل ہو اگر اس میں یہ خواہش اور یہ غرض نہیں تو اسکے یہی معنی ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتا یہ تو اخلاق کا اعلیٰ مقام ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرے اسے دوسروں کے لئے بھی چاہے پھر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا تو یہ اعتراض کا مقام نہیں بلکہ درجہ کی خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائیگا کہ دوسرے مذاہب یہ نہیں چاہتے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ **اسلام** کا بانی علیہ الصلوۃ والسلام سب سے افضل تھا۔ اور اس کی فوقیت قائم رہی کیونکہ دوسرے مذاہب والے اسی غرض کو مدنظر نہ رکھ سکے یہ خیالی ہی بات نہیں اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آنحضرت سب سے افضل تھے کیونکہ وہ آئے ہی ساری دنیا کے لئے تھے اور ہمیشہ کے لئے تھے باقی نبی جو آیا کرتے تھے وہ ایک **مخصوص** قوم یا ملک کے لئے آتے تھے اسوجہ سے ان کی ہمت اور **استعداد** کا دائرہ اتنا وسیع نہیں تھا۔ جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ مگر یہاں صرف یہ سوال ہے کہ آنحضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** نے جو **نصاریٰ نجران** کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی تھی اور میں نے اصولی طور پر آپ کو بتا دیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل **غیر معقول** ہے۔ **حقیقی مذہب** کی یہ پہلی خوبی اور پہلا اصول ہے کہ مذہب میں سے تنگدلی دور ہو۔ اور یہ بڑا زبردست اور عملی ثبوت ہے کہ **اسلام** نے نہ صرف تنگدلی کو دور کیا۔ بلکہ وسعت حوصلہ کا ثبوت دیا اور اس کو ذاتی غرض کہنا بڑی غلطی ہے۔ ایسے معاملات میں نیت پر حملہ درست نہیں ہوتا مسلاً شادی کے متعلق کچھ رسوم ہیں۔ جن پر بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے لیکن ایک شخص جرأت کر کے ان رسوم کو توڑ دیتا ہے اس میں شک نہیں۔ کہ اس کو مالی فائدہ ہوگا لیکن کیا یہ اس کی اخلاقی جرأت نہیں؟

عیسائی اگر اس کا یہ خیال ہو کہ روپیہ خرچ نہ کروں تو یہ اخلاقی جرأت ہوگی

حضرت۔ یہ تو پھر اس کی نیت پر حملہ ہوگا اور یہ نکردہ بات ہے۔ اس کا روپیہ بچیگا۔ اور اسے خرچ نہیں کرنا پڑیگا۔ مگر یہ نتیجہ ہے اس بد رسم کو توڑنے کا نہ یہ کہ باعث ہے۔ اس میں آپکو فرق کرنا چاہیئے۔ کہ یہ فعل نتیجہ ہے باعث یا علت نہیں۔ اس لئے اس کو بہرحال اخلاقی جرأت ہی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور جبکہ وہ بخیل نہیں اور دوسرے اعمال اس کے ایسے ہیں کہ اس کی نسبت پر حملہ کرنے سے بچاتے ہیں؛

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرو۔ وہ شخص جو بلند آواز سے کہتا ہے کہ نجات ان عقاید کے ماننے سے ہے جو میں پیش کرتا ہوں اور جو عیسائیوں کو کھول کر سناتا ہے **لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ**۔ جو مسیح کی الوہیت کی زبردست تردید کرتا ہے۔ اور کفار کے عقیدہ کو باطل ٹھہراتا ہے اور اپنی قوم کو جو بت پرست تھی پکار کر کہتا ہے کہ تمہارے بت جہنم کا ایندھن ہیں پھر جب وہ اس تنگدلی کو جو دوسرے مذاہب رکھتے تھے دور کرنے کے لئے اپنی مسجد میں اس قوم کو (جس کے عقاید کی وہ زبردست تردید ان کے سامنے کرچکا ہے) عبادت کرنے کی اجازت دینا کبھی ذاتی غرض نہیں کہا جاسکتا؛

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صداقت کی یہ تو ایسی زبردست دلیل ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے معترضین کو حتی کہ میور جیسے متعصب شخص کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے اگر وہ اس طرح دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے تو ان کے لئے بہت ہی سہل اور آسان تھا کہ ان کے بتوں کی صرف مذمت نہ کرتے تو ساری قوم ان حمایت کرنے اور اطاعت قبول کرنے کو طیار تھی۔ یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کفار مکہ کے عماید کا ایک وفد آیا اور انہوں نے ہر ایک قسم کے ممکن سے ممکن لالچ پیش کئے یہاں تک کہا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے طیار ہیں۔ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں مگر آپ نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں رکھدو تب بھی میں اس دعوت توحید کو نہیں چھوڑ سکتا یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک عزت حاصل ہوتی تھی اور ساری قوم سے نہ صرف صلح ہوتی تھی بلکہ اس کی حکومت ملتی تھی مگر آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس تبلیغ اور دعوت کو نہیں چھوڑا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اور نیت کے سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیتا ہے۔

یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ نیت ہمیشہ اعمال سے دیکھی جاتی ہے ایک شخص کے ہاں آپ جاتے ہیں۔ وہ لاہور میں رہتا ہو اور آپکا دوست ہو اور آپ محض اس کی ملاقات کو جائیں دوسرا شخص کہدے کہ لاہور میں آئے تھے اپنے کام کے لئے یہ سمجھ کر کہ ہوٹل کے اخراجات سے بچ جائیں ملاقات کا بہانہ کر کے چلے آئے یا یہ کہدے کہ دراصل یہ اس وجہ سے آئے تھے کہ کوئی چیز اٹھا کر لے جائیں۔ تو آپ اس کو صریح نیت پر حملہ قرار دیں گے۔ کیونکہ آپ کے دوسرے اعمال سے یہ ثابت نہیں۔ یہی

نیت کا فیصلہ یا اعمال سے ہوگا یا وہ شخص خود کہے

ایسا ہی ایک شخص گورنمنٹ کے حکام کے پاس جاکر کہتا ہے کہ ہم تو آپ کے غلام ہیں۔ لیکن اگر اس کے دشمنوں سے ملے تو انہیں کہدے۔ کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہیں یا حکام کے سوا دوسروں کے پاس برائیاں کرے تو اسے یقیناً خوشامدی کہنا پڑیگا۔ لیکن ایک دوسرا شخص ہے۔ جو دلیری سے حکام کی غلطیوں پر بھی انہیں آگاہ کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں تو اس پر خوشامد کا الزام لگانا نادانی ہوگی پس آپ یہ اعتراض کرنے سے پیشتر رسول اللہ علیہ وسلم کے سابق اعمال کو دیکھ لیتے تو آپ کو یہ حوصلہ نہ ہوتا۔ دیکھو مکہ معظمہ میں آپ تیرہ سال تک رہے اور ساری قوم مخالف تھی اور ہر قسم کی تکلیفیں اور دکھ آپ کی جماعت کو دیتے تھے۔ اگر صرف ملا لینا مقصود ہوتا جو ایک جتھا بنانیوالے لوگوں کا فعل ہے اور وہ نیک اور بد کی کوئی امتیاز نہیں کرتے) تو آپ بیت القدس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھتے۔ بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے۔ جس سے کفار مکہ خوش ہو جاتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا تو وہاں زور نہ تھا کہ انکو خوش کرنا مقصود ہوتا کہ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجودیکہ ساری قوم دشمن تھی اور وہ ہر قسم کی تکالیف دیتی تھی اور اتنی بات سے خوش بھی ہو سکتے تھے مگر آپ نے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ جو ایک دنیا دار اور منصوبہ ساز انسان کے نزدیک جائز ہوتا۔ پھر آپ مدینہ تشریف لاتے ہیں وہاں وہ لوگ موجود تھے جو بیت المقدس کو اپنا قبلہ جانتے تھے۔ اور اس کی تعظیم کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آکر کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ آپ اپنے مذہب کو کس طرح پھیلانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے زیر نظر کسی انسان یا قوم وجماعت کو خوش کرنا نہ تھا بلکہ محض خدا کی رضا مقصود تھی۔ اور جس کام کے لئے اللہ تعالی نے آپ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اس کے لئے وہ کسی جماعت اور جتھے کی دشمنی یا مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے۔ یہ واقعات آپ کی نیت آپ کے مقصد اور طریق عمل میں اخلاص اور ہمیت

کے لئے زبردست گواہ ہیں۔ ایک آدمی جو نہایت غور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات پر غور کریگا۔ اگر اس کی نظرت مر نہیں گئی تو ایسے بے اختیار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑیگا۔:

قرآن مجید میں بھی یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ بے وقوف لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اس کا یہی جواب دیا ہے کہ اس سے غرض یہی ہے کہ امتحان ہو جاوے کہ کس کا ایمان پکا ہے:

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کے ساری عمر کے یہ اعمال ہوں اور اس کی زندگی اس طرح پر گذری ہو کہ کبھی حق پہنچانے میں اس نے نہ تو کسی لالچ کی پرواہ کی ہو اور نہ کسی تکلیف نے اسے روکا ہو۔ اور راہ میں وہ کسی کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔ وہ ایسی حالت میں کہ اسے فتوحات حاصل ہو چکی ہیں بادشاہ ہو گیا ہے عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہدے کہ۔

مسجد میں نماز پڑھ لو

کبھی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرۃ ان حالات میں ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتا۔ بلکہ اسے اقرار کرنا پڑیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل

ٹالرنشین پھیلانے کیلئے تھا

(اللہم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم ایڈیٹر)

اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ مساجد کی آزادی کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم بہت زبردست ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں اس کا نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ مساجد میں عبادت الہی کرنے سے روکنے والوں کو قرآن کریم نے اظلم قرار دیا ہے۔ ان تمام واقعات کو جو میں نے مختصراً بیان کئے ہیں اور قرآن کریم کی اس تعلیم کو یکجائی نظر سے دیکھنے کے بعد کبھی کوئی شخص ایمانداری سے یہ حملہ نہیں کر سکتا:

(باقی دارد)

ہندوستان کی آئینی اصلاحات

حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند کی رپورٹ کا خلاصہ

وہ رپورٹ جس میں حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند نے ہندوستان کی آئینی اصلاحات کے مسئلہ پر اپنی سفارشات و آراء کو قلمبند فرمایا ہے۔ بلحاظ نفس مضمون اس تاریخی دستاویز کے برابر اہمیت رکھتی ہے جس میں لارڈ ڈرہم نے کینیڈا کے نظام حکومت بنیاد ڈالی تھی۔ اس رپورٹ میں سب سے پہلے ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے جن سے موجودہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اور پھر اس میں طریق نظم و نسق اور وضع قوانین کی کونسلوں کے کام پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔ جو مارلے منٹو کی مشہور و معروف سکیم اصلاحات کی رو سے قائم ہوئی تھیں اور اس مسئلہ کے تمام حالات پر (جن میں کانگریس اور مسلم لیگ کی مجوزہ سکیم بھی شامل ہے) غور کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد پھر چند تجاویز پیش کی گئی ہیں:

قدرتی طور پر ہر شخص سب سے پہلے ان ہی تجاویز کی طرف توجہ کرے گا۔ جو اس رپورٹ میں پیش کی گئی ہیں۔ اگرچہ ان کو سمجھنے کے لئے پہلے ان کے دلائل کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اس غرض سے کہ پبلک کو ان تجاویز کے دلائل کے سمجھنے اور ان پر غور کرنے کا موقع ملے۔ متذکرہ بالا تمام رپورٹ کتابی شکل میں شائع کی جارہی

ہندوستان کے متعلق پالیسی:

ہندوستان کے متعلق امپیریل گورنمنٹ (حکومت انگلستان) کی پالیسی جس کا اظہار صاحب وزیر ہند نے ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء